U17401

Title - Masnawi Meer Hasan.

Creator - Meer Hasan Dehelvi

Publisher - Alvi Ali Bakhsh Khan Lucknawi (~~Delhi~~ Kanpur)

Date - Not Available

Pages - 52

Subjects - Urdu Shayari - Masnawi.
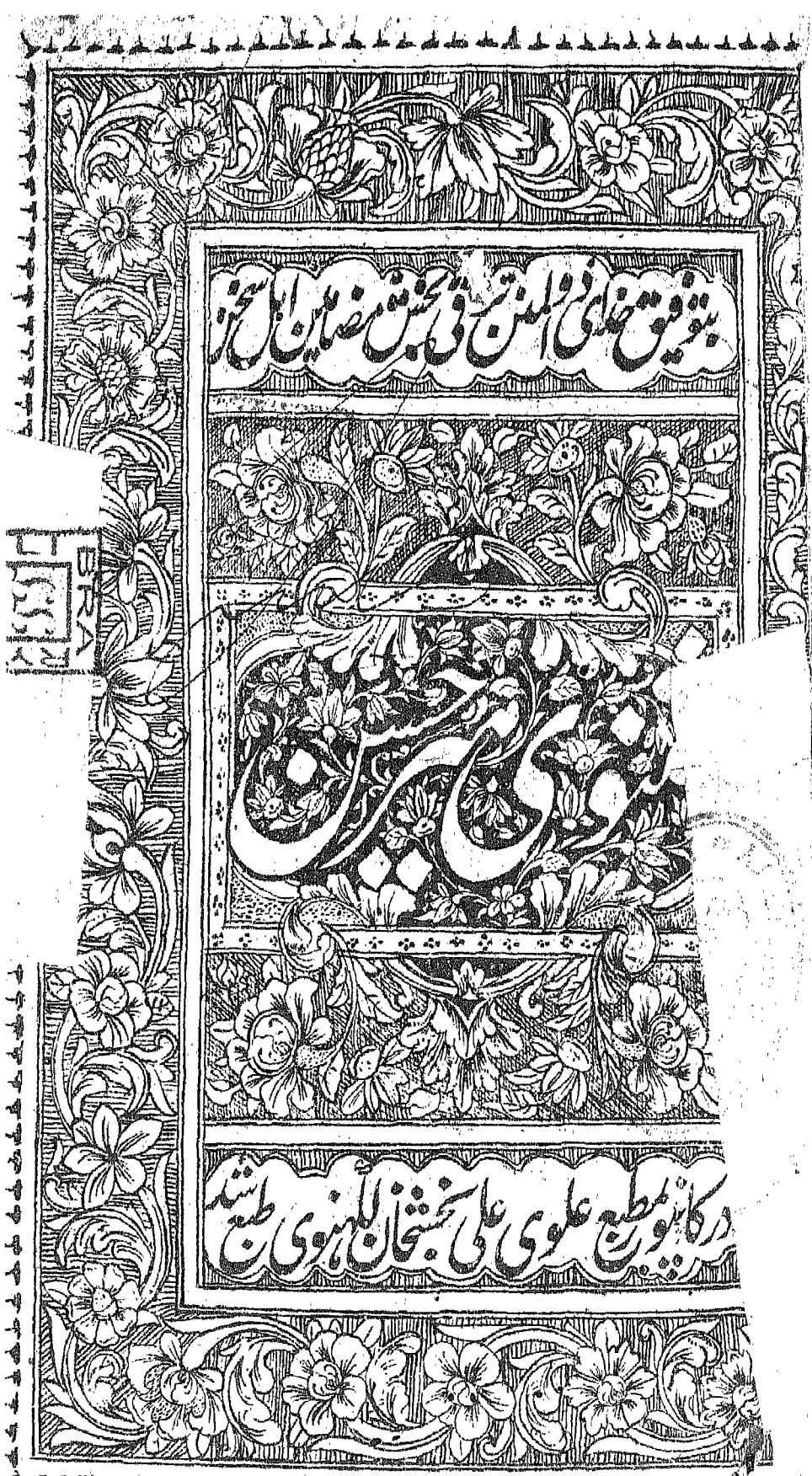
بتوفیق صمدانی
مثنوی میر حسن
در کانپور مطبع علوی علی بخش خان لکهنوی طبع شد

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U17401

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کروں پہلی توحید یزداں رقم — جھکا جسکی سجدی کو اوّل قلم
سرلوح پر رکھہ بیاض جبیں — کہا دوسرا کوئی تجھسا نہیں
قلم پھر شہادت کی اونگلی اوٹھا — ہوا حرف زن یوں کہ ربّ العلا
نہیں کوئی تیرا نہ ہوگا شریک — تری ذات ہی وحدہٗ لا شریک
پرستش کی قابل ہی تو اَی کریم — کہ ہی ذات تیری غفور الرحیم
رہ حمد میں تیری عزّ و جل — تجھی سجدہ کرتا ہی چلوں سر کی بل
وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہے — قلم جو لکھی اوس سے افزود ہی
سبھوں کا وہی دین و ایمان ہے — یہ کیا دل تمام اور وہی جان ہے
ترو تازہ ہی اوس سی گلزار خلق — وہ ابر کرم ہی ہوادار خلق
اگرچہ وہ بی فکر و غیور ہے — ولی پرورش سب کی منظور ہی
کسی سی برآوی نہ کچھ کام جاں — جو وہ مہرباں ہو تو کل مہرباں
اگرچہ یہاں کیا ہی اور کیا نہیں — پر اوس بن تو کوئی کسیکا نہیں
ہوی پر نہیں اوس سی فرصت گزشت — اوسیکی طرف سبکی ہی بازگشت
رہا کون اور کسکی بابت رہی — ہوی اور جتنی وہی ہی وہے

دکھایا او نہون نی دیا انتظام | بڑا ئی بہلائی سوجہائی تمام
دکہائی او نہون نی ہمین راہ راست | کہ تا ہو نہ اوس راہ کی بازخواست
سو وہ کون ہی راہ شرع نبی | کہ رستی کو جنت کی سیدہی گئی

نعت حضرت رسالت پناہ کی

نبی کون یعنی رسول کریم | نبوت کی دریا کا دُرِّ یتیم
ہوا گو کہ ظاہر مین امّی لقب | پہ علم لدنّی کہلا دلپہ سب
بغیر از لکہی اوسکی کی رقم | چلی حکم پر اوسکی لوح و قلم
ہوا علم دین اوسکا جو آشکار | گذشتہ ہوئی حکم تقویم پار
اوٹہا کفر و اسلام ظاہر کیا | بتون کو خدائی سے باہر کیا
کیا حق نی نبیونکا سردار اوسے | بنایا نبوت کا حقدار اوسے
نبوت جو کی ختم اوسپر تمام | لکہا اشرف الناس خیر الانام
بنایا سمجہہ بوجہکر خوب اوسی | خدانی کیا اپنا محبوب اوسی
کرون اوسکی رتبی کا کیا مین بیان | کہڑی ہون جہان باندہ صف مرسلان
مسیح اوسکی خرگاہ کا پارہ دوز | تجلی طور اوسکی مشعل فروز
خلیل اوسکی گلزار کا باغبان | سلیمان سی کئی مہر دار اوسکی ہان
خضر اوسکی سرکار کا آبدار | زرہ ساز داؤد سی وہان ہزار
محمد کی مانند جگ مین نہین | ہوا ہی نہ ایسا نہ ہوگا کہین
یہ تہی رمز جو اوسکی سایا نہ تہا | کہ رنگ دوئی وہان تک آیا نہ تہا
نہ ہونیکی سایہ کا یہ تہا سبب | ہوا صرف پوشش مین کعبی کی جب
وہ قد اسلئی تہا نہ سایہ فگن | کہ تہا کل وہ ایک معجزہ کا بدن
بنا سایہ اوسکا لطیف اسقدر | نہ آیا لطافت کی باعث نظر
عجب کیا جو اوس گلکی سایہ نہو | کہ تہا وہ گل قدرت حقکی بو
خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جدا | اوسے نور حق کی ہا زیر پا

منقبت امیر المومنین علی

تعریف سخن

علی کا عدو وہ دوزخی
علی کا محب سے جنتی جلی

نبی و علی فاطمہ اور حسن
حسین ابن حیدر یہ ہیں پنجتن

ہوئی اون سے دو جگ کی خوبی تمام
اونہون پر درود اور اونہون پر سلام

علی سی لگا تا بہ مہدی سے دین
یہ ہین ایک نور خدا سے بہ بین

انہونسی ہی قائم امامت کا گھر
کہ بارہ ستون ہین یہ اثنا عشر

صغیرہ کبیرہ سی یہ پاک ہین
حساب عمل سی یہ بیباک ہین

ہوا یہان سی ظاہر کمال رسولؐ
کہ بہتر ہوئی سب سی آل رسولؐ

تعریف اصحاب پاک رضوان اللہ علیہم کے

سلام اوپر جو اوسکی اصحاب ہین
وہ اصحاب ہین کیسے کہ احباب ہین

خدا نی اونہون کو کہا مومنین
وہ ہین زینت آسمان و زمین

خدا اونسی راضی رسول اونسی خوش
علی اونسی راضی بتول اونسی خوش

ہوئی فرض ونکی بھی ہین وسیلے
کہ ہین سب کے جان نثار نبی

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی بحق رسول امین
بحق علی و با اصحاب دین

بحق بتول و بہ آل رسول
کرون عرض جو مین ہووی قبول

اسی لئے ہین بندہ گنہگار ہون
گنا ہون مین اتنے گرانبار ہون

مجھے بخشیو میرے پروردگار
کہ تو ہے کریم اور آمرزگار

مری عرض ہی یہ کہ جبتک جیون
شراب محبت کو تیرے پیون

سوا تیری الفت کی اور سب ہی ہیچ
یہی ہو نہ اور کچھ اپیچ پیچ

جو غم ہو تو ہو آل احمد کا غم
سوا اس الم کے نہو کچھ الم

رہی سب طرف سے مری لو چین
بحق حسنؑ اور بحق حسینؑ

کسی سے نہ کرنی پڑے التجا
تو کر خود بخود میری حاجت روا

صحیح اور سالم سدا مجکو رکھ
خوشی سے ہمیشہ خدا مجکو رکھ

روی ہم قسم اوسکی تیغ اجل
لگاوی اگر کوہ پر ایک وار
غضب سے غضب اوسکے کانپا کری
اور اوس ور پہی یہ حلم وحیا
جہانتک کہ ہین علم وکسب کمال
سخندان سخن سنج شیرین زبان
سخن کی نہین اوستی پوشیدہ بات
سلیقہ ہر اک فن مین ہر بات مین
سدا سیر اور تماشی پہ دل
نہ ا ... شکار

شہان را ضرورت ہے شوق شکار
کہلی ہند مین جتنے صحرا مین صید
زہر قتل آہوان سوختہ
شجاعت کا ہمت کا یہ کام ہے
نہوتا اگر اوسکو عزم شکار
نہ بچتی جہان بیچ خرد و بزرگ
یہ انسان پر اوسکا احسان ہے
بنائی جہان اوسنے نخچیرگاہ
رکھا صید نخچیر پہ جسدم خیال
مگر اپنا دیتی ہین سب جان کر
نہ بچھو سے نکلتے ہین دریا مین سوس
جو پرندونکا دل اوسطرف ہی لگا

نکل آئی یہ گر پڑی وہ اوڑ کر نکل
گذر جاوی وہ جیسی صبا بیلن بار
تہوڑسی ہیبت سبہی اوسکے ڈری
کہہ ہی خلق کانپے جیسے دریا بہا
ہر اک فن مین ماہر ہی وہ خوشخصال
وزیر جہان و وحید زمان
غوامض مین سب سہل اونکی نکات
نکلتی نئی بات دن رات مین
کشادہ دلی اور خوشی متصل
تہور شعار اون کا ہی یہ شعار
کہ رہتا ہی شیرونکو شیر ونسی کام
کہ آیدی صید وطلب شکار
ہین نواب کی دام الفت مین قید
لقب اک اوچشمہا دوختہ
درم ہاتہہ مین ہی کہ یا دام ہے
درندون سے بچتا نہ شہر و دیار
یہ ہو جاتے سب لقمہ شیر گرگ
کہ بی خوف انسان کی جان ہے
رہی صید وان آکی شام و پگاہ
لیا پشت پر اپنی ماہی نے جال
کہ تا ہو یہ گرتے ہین آن کر
خوشی سے اچہلتی ہین دریا مین سوس
پرندونکو رہتی ہے اوسکی ہوا

کسی شہر مین تہا کوئی بادشاہ
کہ تہا وہ شہنشاہ گیتی پناہ

بہت حشمت و جاہ و مال و منال
بہت فوج سی اپنی فرخندہ حال

کئی بادشاہ اوسکو دیتی تہی باج
خطا و ختن سی وہ لیتا خراج

کوئی دیکہتا اگر جب اوسکی فوج
تو کہتا کہ ہی بحر ہستی کی موج

طویلی کی اوسکی جو ادنی تہی خر
او نہین نعلبند یہین لیتا تہا زر

جہانتک کہ سرکش تہی اطراف کے
وہ اوس شہ کی رہتی تہی قدمون لگی

رعیت تہی آسودہ و بی خطر
نہ غم مفلسی کا نہ چوری کا ڈر

عجب شہر تہا اوسکا مینو سواد
کہ قدرت خدائی کی آتی تہی یاد

لگی تہی ہر اک جا پہ وان سنگ و خشت
ہر اک کوچہ اوسکا تہا رشک بہشت

زمین سبز و سیراب عالم تمام
نظر کو تراوت وہان صبح و شام

عمارت تہی کچ کی وہان بیشتر
کہ گذری صفائی سی جسپر نظر

کہین چاہ و شیشہ کہین حوض و نہر
ہر اک جا پہ آب لطافت کی لہر

کرون اوسکی وسعت کا کیا مین بیان
کہ جون اصفہان تہا وہ نصف جہان

ہنر مند وان اہل حرفہ تمام
ہر ایک نوع خلقت کا تہا اژدہام

یہ دلچسپ بازار تہا چوک کا
کہ ٹہہری جہان بس ہین دل لگا

جہانتک کہ رستی تہی بازار کے
کہی تو کہ تختے تہے گلزار کے

وہ پختہ دکانونکی دیوار و در
سفیدی پہ چہلکے ٹہہری نظر

صفا پر جو اوسکی نظر کر گئی
اوسی دیکہکر سنگ مر مر گئی

کہون قلعہ [illegible] کر کیا مین شکوہ
گئی دب بلندی کو دیکہہ اوسکی کوہ

[illegible] نور تہا
سراسر عیش و عشرتسی معمور تہا

[illegible] دل سیر باغ
نہ دیکہا کسی دل پہ جز لالہ داغ

[illegible] سدا اگ و نگ
نہ تہا زیست سی اپنی کوئی تنگ

[illegible] ہوا جو کہ آیا تباہ
عجب شہر تہا وہ عجب بادشاہ

نکالا مراد و نکالا آخر سراغ — لگائی اودہر لو تو پایا چراغ

سحاب کرم نے کیا جب اثر — ہوئی کشت امید کی بار ور

اوسی سال میں یہ تماشا سنو — رہا حمل اک زوجۂ شاہ کو

جو کچھ دل پہ گذرے تھی رنج و تعب — مبدل ہوئی وہ خوشی سا تب

داستان تولد ہونے شاہزادہ بے نظیر کے

خوشی سے پلا مجھکو ساقی شراب — کوئی دم میں بجتا ہے چنگ و رباب

اکر دن نغمۂ تہنیت کو شروع — کہ اک نیک اختر کری ہی طلوع

گئی نو مہینے جب اوس پر گذر — ہوا گھر میں شہ کی تولد پسر

عجب صاحب حسن پیدا ہوا — جسے مہر و مہ دیکھہ شیدا ہوا

نظر کو نہ ہو حسن پر اوسکی تاب — اوسی دیکھہ بیتاب ہوا آفتاب

ہوا وہ جو اوس شکل سے دلپذیر — رکھا نام اوسکا شہ بے نظیر

خواصوں نے خواجہ سراؤں نے جا — گئی نذریں گذرانیاں اور کہا

مبارک تجھے اے شہ نیک بخت — کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت

سکندر نژاد اور دارا حشم — فلک مرتبت اور عطارد رقم

رہے اوسکے اقلیم زیر نگین — غلامی کریں اوسکی خاقان چین

یہ سنتی ہی مژدہ بچھا جانماز — گئے لا کے سجدی کہ اے بے نیاز

تجھے فضل کرتی نہیں لگتی بار — نہ ہو تجھسے مایوس امیدوار

دوگانہ غرض شکر کا کر ادا — تہیّہ کیا شاہ نے جشن کا

وہ نذریں خواصوں کی خوجوں کی لی — اونہیں خلعت و زر کا انعام دی

کہا جاؤ جو کچھ کہ درکار ہو — کہو خانساماں سے طیّار ہو

نجیبوں کو بلوا کے یہ کہدیا — کہ نقار خانے میں دو حکم جا

کہ نوبت خوشی کی بجا دیں تمام — خبر سنکے یہ شاد ہوں خاص و عام

یہ مژدہ جو پہنچا تو نقارچے — لگا ہر جگہ بادلہ اور زر سے

جہانتک کہ تھی گانے اوتپت کار
لگی گانی اور ناچنی ایک بار

لگی بجنی قانون و بین و رباب
بہا ہر طرف جوی عشرت کا آب

لگی تھاپ طبلون کی مردنگ کی
صدا اونچی ہونی لگی چنگ کی

کمانچون کو سارنگیون کو بنا
خوشی سی ہر ایک اونکی سر مین ملا

لگا موم تار و نیہ منہ چنگ کے
ملا سر طنبورونکی اک رنگ کے

ستارونکی پردی بنا کر درست
بجانے لگے سب وہ چالاک و چست

گئی بین کی آسمان پر گمک
اوٹھا گنبد چرخ سارا ہمک

خوشی کی زبس ہر طرف تھی بساط
لگی ناچنی او سبھی اہل نشاط

کناریکی چوڑی جھمکتے ہوئے
وہ پاؤن کی گھونگرو جھنکتے ہوے

وہ بالی جھمکتے ہوی کان مین
پھر کنا تھتھی کا ہر آن مین

وہ گھٹنا وہ بڑھنا اداؤنکی ساتھ
دکھانا وہ رکھ رکھ کی چھاتی پہ ہاتھ

کبھی دل کو پاؤنسی مل ڈالنا
نظر سے کبھی دیکھنا بھالنا

دکھانا کبھی اپنے جوبن مسکرا
کبھی اپنی انگیا کو لینا چھپا

کسکنے جھلکتے ہوئے نور تن
کسکنے وہ نکھر پیہ تھہ کی پھبن

وہ دانتونکی مسّی وہ گلبرگ تر
شفق مین عیان جیسے شام و سحر

وہ گرمی تھی چہرےکی جیون آفتاب
جسے دیکھکر دلکو ہو اضطراب

جھمکنا گلون کا صفا کی سبب
وہ گردنکی ڈوری قیامت غضب

کبھی منہ کی تئین پھیر لینا ادھر
کبھی چوری چوری سے کرنا نظر

و دہنی کو کرنا کبھی منہ کی اوٹ
کہ پردے مین ہو جای دل لوٹ پوٹ

ہر ایک تان مین اونکو ارمان یہ
کہ دل ٹوٹتے لیجیے تان کی جان پہ

کوئی فن مین سنگیت کی شعلہ رو
پرم جوگ سے کھینچے کی لی پہ ملو

کوئی ڈیڑھ گت ہی مین پاؤن ملے
گھڑے سے عاشقونکی لہو نکلے

کوئے دایرے ہی مین سجا کر رین
کوئی ڈھمڈھمی مین جتا اپنا فن

وہ منقش کی ڈوریان سربسر — کہ مہ کا بندھا جسمین تار نظر

چھتونکا تماشا تہا آنکھونکا جال — نگہ کو وہانسے گذرنا محال

سنہری مغرق چقین ساریان — وہ دیوار اور در کی گلکاریان

دئی ہر طرف آستینے جو لگا — گیا چوگنا لطف اوسمین سما

وہ مخمل کا فرش اوسکا سبزہ کہ بس — پڑی جسکے آگی نہ پانی ہوس

رہین تخلخی اوسمین روشن مدام — معطر شب و روز جسمین مشام

چھپرکہٹ مرصع کا دالانمین — چمکتا تہا اسطرح ہر آن مین

زمین پر تہی اسطور اوسکی جھمک — ستارونکی جیسے فلک پر چمک

زمین کا کرون وان کی کیا مین بیان — کہ صندل کا اک پارچہ تہا عیان

بنی سنگ مرمر سے چوپڑ کی نہر — گئی چارسو اوسکی پانی کی لہر

قرینی سی گرد اوسکے سرو سہی — کچہ اک دور دور اوس سی سیب وبہی

کہون کیا مین کیفیت داربست — لگائی رہین تاک وان می پرست

ہوائی بہار اسی گل لہلہے — چمن ساری شاداب اور ڈہڈہے

زمرد کی مانند سبزی کا رنگ — روش پر جواہر لگا جیسے سنگ

روش کی صفائی پہ بی اختیار — گل اشرفی نی کیا زر نثار

چمن سی بہرا باغ گل سی چمن — کہین نرگس و گل کہین یاسمن

چنبیلی کہین اور کہین موتیا — کہین رای بیل اور کہین موگرا

کہڑی شاخ شببو کی ہر جا نشان — بدن بان کی اور ہی آن بان

کہین ارغوان اور کہین لالہ زار — جدی اپنی موسم مین سبکی بہار

کہین جعفری اور گیندا کہین — سماشب کو داؤدیونکا کہین

عجب چاندنی مین گلونکی بہار — ہر اک گل سفیدی سی مہتاب وار

کہڑی سرو کی طرح چمپی کی چہار — کہی تو کہ خوشبوئونکی پہاڑ

کہین زرد نسرین کہین نسترن — عجب رنگ پر زعفرانی چمن

کوئی بیٹہکے اور کوٹے گلاب
کوئی سیتو لے اوہنس تکہ کوٹے
اِدہر اور اودہر آتیان جاتیان
کہین پہنی بیٹھے سنواری کوئی
کہین جہنکیان اور کہین تالیان
بجاتی پہری کوئی اپنی گٹے
دکہادی کوئی کہڑ و موڑ موڑ
اداسی کوئی بیٹہی حقہ سے ملے
کوئی حوضین جاکے غوطہ لگاے
کوئی اپنی طوطی کی لیوے خبر
کسیکو کوئی دہول ماری کہین
کوئی آرسے اپنی آگی دہرے
مقابہ کوئی کہول ہنسی لگائے
ہوا اون گلون سے وہ بالا سما ن
غرض لوگ تہی یہ جو ہر کام کے
پلا جب وہ اس ناز و نعمت کی سات
ہوتی اوسکی مکتب کی شادیان
معلم اتالیق منشی ادیب
کیا تا عدیسی شروع کلام
دیا تہا رسبق جتنی ذہن رسا
معانی و منطق بیان وادب
خبر دار حکمت کی مضمون سے
لگا ہیئت و ہندسہ تا بنجوم

کوئی سیر تن اور کوٹے دیا تہا ب
کوئی دل لگن اور تن سکہ کوٹے
پہہرین اپنی جوبن کو دکہلائیان
اری او رسیلے بکاری کوئی
کہین قہقہی اور کہین گالیان
کہین واہ واہ اور کہین واچہڑے
کہین سوت بوئی کہین تار توڑ
دم دوستی کوئی بہر بہر جئے
کوئی نہر پر پانون لٹکی ہلا
کوئی اپنی مینا پہ کہی نظر
کوئی جان کو اپنی واری کہین
ادا سے کہین بیٹہی کنگہی کرے
لبو نہر دہری اپنی کوئی جما سے
اوسی باغمین تہا وہ سرو روان
یہ سب واسطے اوسکی آرام کے
پدر اور مادر کی شفقت کی سات
ہوا پہرا او نہین شاد یکسان
ہر اک فن کی اوستاد بیٹہی قریب
پڑہانی لگی علم اوسکو تمام
کئی سالمین علم سب پڑہ چکا
پڑہا اوسنے منقول و معقول سب
غرض جو پڑہا اوسنے قانون سے
زمین آسمانمین پڑی اوسکی دہوم

غنیمت سمجھ صحبت دوستان — کہ گل پنج روز ست در بوستان
تمنی بہلائی کا گر ہو سکے — شتاب اپنے سے بولی جو کچھ ہو سکے
کہ رنگ چمن پر نہین اعتبار — یہان جو چمن ہے خزان و بہار
پڑی جب گرہ بارہوین سال کے — کھلی گل جھڑی غم کے جنجال کے
کہا شہ نی بوالفتیبون کو شام — کہ ہون صبح حاضر سبھی خاص و عام
سواری تکلف سے تیار ہو — مہیا کرین جو کہ در کار ہو
کرین شہر کو مل کی آئینہ بند — سواری کا ہو لطف جس سے دو چند
رعیت کی خوش ہون صغیر و کبیر — کہ نکلی گا گل شہر مین بی نظیر
یہ فرما محل مین گئی بادشاہ — نقیبون نی سن حکم لی اپنی راہ
ہوئی شب لیا مہ نی جام شراب — گیا سجدہ شکر مین آفتاب
خوشی مین گئی جلد جو شب گذر — ہوئی سامنی سے نمایان سحر
عجب شب تھی وہ جون سحر روسپید — عجب روز تھا مثل روز امید
گیا مژدہ صبح لی ماہتاب — اوٹھا سوبج آنکھون کو ملتا شتاب
کہا شاہ نی اپنی فرزند کو — کہ بابا نہا دہو کے تیار ہو

داستان حمام کی نہانی کی لطافتمین

پلا آتشین آب پیر مغان — کہ ہو وی مجھے گرم و سیر جہان
اگر چاہتا ہے میری تو لگا چین — نہ دینا وہ ساغر کہ ہو قلتبین
کدورت مری دل کی دہو ساقیا — ذرا شیشہ سے کو دہو دہا کی لا
کہ سرگرم حمام ہے بی نظیر — گیا ہی نہانی کو بدر منیر
ہوا جب کہ داخل وہ حمام مین — عرق آ گیا اوسکے اندام مین
تن نازنین نم ہوا اوسکا کل — کہ جسطرح ڈوبی ہی شبنم مین گل
پرستار باندھی ہوئی لنگیان — مہ و مہر سے طاس لیکر وہان
لگے ملنے اوس گلبدن کا بدن — ہوا ڈہڈہا آب سے وہ چمن

مرصع کا پیچ جون موج آب ‎ منور کلگی رخ آفتاب

وہ موتی کی مالی بصد زیب و زین ‎ کہیں جسکو آرام جان لکا چین

جو ہے سر کا تن پہ عجب تہا ظہور ‎ کہ ایک اک عدد اوسکا تہا کوہ طور

غرض ہو کی اس طرح آراستہ ‎ خرامان ہوا سرو نوخواستہ

نکل گہر سے جسدم ہوا وہ سوار ‎ کئے خوان گوہر کی اوس پر نثار

زبس تہا سوار یکا باہر ہجوم ‎ ہوا جبکہ ڈنکہ پڑی سب مین دہوم

برابر برابر کہڑے تہے سوار ‎ ہزارون ہی تہی ہاتیونکی قطار

سنہری روپہلی وہ عماریان ‎ شب و روز کیسے طرحداریان

چمکتی ہوئے بادلیکے نشان ‎ سوارونکی غث اور بانونکی شان

ہزارون ہی اطراف مین پالکے ‎ جہلابور کی جگمگے نا لکے

کہارونکی زربفت کی کرتیان ‎ اور اونکی دبلی پانو کی پہرتیان

بندہین پگڑیان تاش کی سر اوپر ‎ چکاچوند ہین جس سے آوے نظر

وہ ہاتہون مین سونے کی موتی کڑی ‎ جہلک جسکے ہر ہر قدم پر پڑی

وہ ماہی مراتب وہ تخت روان ‎ وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سمان

وہ شہنائیونکی صدا خوشنما ‎ سہانی وہ نوبت کی دہیمی صدا

وہ آہستہ گہوڑونپہ نقارچے ‎ قدم با قدم بالباس زر سے

بجاتی ہوئی شادیانے تمام ‎ چلی آگی سے ملے شادکام

سوار اور پیادہ صغیر و کبیر ‎ جلو مین تمامے امیر و وزیر

وہ بدرین کہ جسمین تہین بانیان ‎ شہ و شاہزادہ کو گذرانیان

ہوئی حکم سے شاہ کے پہر سوار ‎ چلی سب قرینے سی باندہی قطار

سجی اور سجائی سبہی خاص و عام ‎ لباس زری مین ملبس تمام

طرق لی طرق اور پری کی پری ‎ کچہ ایدہر اودہر کچہ ورہی کچہ پری

مرصع کی ساز و لنسی کوتل سمند ‎ کہ خوبی مین روح القدس سی دوچند

ہوئی دونون کی حسن کی ایک بات — کہ جیسی ہو دو چشمون کی ایک سوت
زبس نیند مین تہا جو وہ ہو رہا — بچھونی پہ آتی ہی بس سو رہا
وہ سویا جو آ کر ان سی پی نظیر — رہا پاسبان اوسکا بدر منیر
ہوا اوسکی سونی پہ عاشق جو ماہ — لگا دی وہ راہی اوسنے نگاہ
وہ مہ اوسکی کوٹھی کا بالا ہوا — غرض وہانکا عالم دوبالا ہوا
وہ پہولونکی خوشبو وہ ستہرا پلنگ — جوانی کی نیند اور وہ سونی کا رنگ
جہانتک کہ چوکی کی تہی پہرے دار — ہوا جو چلی سو گئی ایک بار
غرض سبکو وہان عالم خواب تہا — مگر جاگتا ایک مہتاب تہا
قضارا ہوا اک پری کا گذر — پڑی شاہزادی پہ اوسکی نظر
بہبوکا سا دیکہا جو اوسکا بدن — جلا آتش عشق سے اوسکا تن
ہوئی لاکہ جی سی وہ اوسپہ نثار — وہ تخت اپنا لائی ہوا سی اوتار
جو دیکہا تو عالم عجب ہی بیان — سنورتی ہی سارا زمین آسمان
وہ دیکھی گو اوس مہ کی منہ سی دوپٹا — دیا گال سے گال اپنا ملا
اگرچہ ہوئی تہی زیادہ ہوس — ولیکن حیا نے کہا اوسکو بس
ہی عشق مین پہر یہ سوجہی ترنگ — کہ لیچلی اسکا امانت پلنگ
محبت کی آئی جو دلمین ہوا — وہانسی اوسی لی اوڑی کر ہوا
ہوا جب یہ مین سی وہ شعلہ بلند — ہوا مین ستارہ سا چمکا دو چند
شب مہ مین وہ یون مین سی اوٹہا — چلے تیر جسطرح سی جوش کہا
جلی رشک سی اوسکی شمع چراغ — کہ اوس مہ کا پہونچا فلک پر دماغ
غرض لیگئی آن کی آن مین — اوڑا کر وہ اوسکو پرستان مین
کبہی خوش ہی دل اور کبہی دردمند — زمانی کی جیسی ہی پست و بلند

داستان حالت تباہ کرنی ماں باپ کی شاہزادہ کی غائب ہونی سے

وہ چھٹکی ہوئی چاندنی جا بجا
وہ جاڑے کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا

وہ نکھر افلاک اور وہ مہ کا ظہور
لگا شام سے صبح تک وقت نور

یہ عالم جو بھایا تو کوٹھی پہ آ
اوترا یہی گھڑی سی اور جہرکا

لگا جھانکنی اوس مکان کی تئیں
کہ دیکھوں تو یہاں کوئی ہی یا نہیں

جو دیکھا تو اب کچھ آیا نظر
کہ سب کچھ گیا اوسکی جیسی گزر

کہا جی سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ذرا چلکی اس سیر کو دیکھ لو

یہ کہہ کی اوترا دبی پاؤن وہ
نظر سی بچاتی ہوئی چھانون وہ

الگ کھول ہاتھوں سی پانئچی کیو آ
چلا سایہ سا یہ درختوں کی آڑ

تھی اک طرف گنجان باہم درخت
کہ لپٹی ہوں جسطرح مشتاق سخت

لگا وہاں سی چھپ چھپ کی کرنی نظر
درختوں سی جون ماہ ہو جلوہ گر

جو دیکھی تو صحبت عجب ہی وہاں
عجب چاندنی ہی عجب ہی سماں

عجب صورتیں اور طرفہ محل
چلا دیکھتی ہی دل اوسکا نکل

ملی جنس کی اپنی جو اوسکو بو
لگا تکنی حیرت سی ہر ایک کو

نظر آئی وہاں چاندنی کی بہار
کہ آنکھوں نی کی خیرگی اختیار

در و بام یکلخت ساری سفید
ہر اک طاق محراب صبح امید

مغرق زمین پر تمامی کا فرش
جہلک جسکی لی فرش سی تا بعرش

زمین کا طبق آسمان کا طبق
سنہری روپہلی ہوں جیسی ورق

بلوریں دہری ہر طرف سنگ فرش
کہ جس سی منور ہی رنگ فرش

گئی اوسکی عالم پہ جسدم نگاہ
اور آیا نظر اوسمیں اک پیشگاہ

طرح اوسکی ہر دل کی مانوس تھی
کہ گویا وہ شیشی میں فانوس تھی

کہیں دیکھ اوسکی تئیں ہوشمند
پری کو کیا ہیگا شیشی میں بند

ہر اک سمت وہاں نور کا ازدحام
لگی آئینی قد آدم تمام

لپٹتی ہوئی بادلوں سی درخت
زمین وہ ہوا صاحب تاج و تخت

اگر کھینچی سایہ اوپر نگاہ
توہی وہ بھی جون سایۂ مہر و ماہ

کرے یہ نگہ جس طرف کو گذر
بجز نور آتا نہیں کچھ نظر

کروں کونسی حسن کا انتخاب
ہر اک آئینہ میں ہی ماہتاب

نظر جس طرف جائے نزدیک و دور
اوسی ایک مہ کا ہے ہر جا ظہور

نکل اپنی وحدت سے کثرت میں آ
وہی نور ہے جلوہ گر جا بجا

نئے رنگ سے ہر طرف ماہتاب
وہی ایک نکتہ کہ جسکے کتاب

حقیقت کی لیکن بصارت بھی ہو
کہ دیکھے نہ اوسکے سوا غیر کو

داستان تعریف بدر منیر اور عاشق ہونا بے نظیر کا

گلابی مری سامنے ساقیا
مہ چاردہ کو دکھا کر پلا

کہ دیکھی ہے جسکے ہو لکو ور
نظر کام کر جائے نزدیک و دور

کروں اوس مکان کی نگین کا بیان
کہ ہے بعد خاتم نگین کا بیان

وہ مسند جو تھی موج دریائے حسن
وہاں دیکھی اک مسند آرائے حسن

برس پندرہ ایک کا سن و سال
نہایت حسین اور صاحب جمال

دیئے کہنی تکیہ پہ ایک ناز سے
مہر بیٹھی تھی انداز سے

خواصیں کھڑیں اوسکے ہر او دہر تمام
ستارونکا جون ماہ پر ازدحام

فرش بیٹھی تھی سیج پیچ بنائی ہوئی
دل اوس چاندنی پر لگائی ہوئی

اودہر آسمان پر وہ خورشید مہ
ادہر یہ زمین پر مہ چاردہ

پڑا عکس ونکا جو نہر میں
لگی لوٹنے چاند ہر لہر میں

نظر آتی تھی جو ایکسا چاند
زمانے کی منہ کو لگے چار چاند

عجب طرح کا حسن تھا جانفزا
کہ مہ روبرو جسکی تھا تھک رہا

کروں اوسکی پوشاک کا کیا بیان
فقط ایک پشواز تھی وان

زبس موتیوں کی تھی سنجاف گل
کہی تو وہ بیٹھی تھی موتیوں تل

دوپٹا ایک اوڑھنی جون [illegible] حباب
جسے دیکھ شبنم کو آوے حجاب

۲۱

کہ اک تمکنت اور کچھ اک بانک پن
غرض ہر طرح میں انوکھی پھبن

کرشمہ ادا غمزہ ہر آن میں
غرض دلبری اوسکی فرمان میں

تغافل حیا ناز شوخی غرور
ہر اک اپنی موقع سے قت ضرور

تبسم تکلم ترحم ستم
موافق ہر اک حوصلے کی کرم

وہ ابرو کہ محراب ایوان حسن
جھکی شاخ نخل گلستان حسن

نگہ آفت و چشم عین بلا
مژہ دین صفوں کو اولٹ دے بلا

در گوش جب اوسکا تابندہ ہو
صدف کا دل صاف شرمندہ ہو

وہ بینی کہ جسکے نہیں کچھ نظیر
یہی انگشت قدرت کی سیدھی لکیر

وہ رخسار نازک کہ جیسے لال
اگر اوسپہ بوسے کا گذرے خیال

نہیں مطلب یا لبس کا یہاں جواب
بیاض گلو سب کی سب انتخاب

وہ ساعد وہ بازو بھری گول گول
ہرا بر ہو الماس کی جسکا مول

وہ دست خجالستہ خوبی کا باب
شفق میں ہو جون پنجہ آفتاب

زبس مثل آئینہ تھا اوسکا تن
کہی لو کہ تھی ناف غلطین فن

کمر کو کہون کیونکہ میں اوسکی ہیچ
نہ آوی نظر تو ہی قسمت کا پیچ

وہ زانو کہ آجای گر اوسپہ ہاتھ
رہی عمر بھر ہاتھ زانو کی ساتھ

وہ ساق بلورین وہ انداز پا
پھری ہر سحر چشم ملین سدا

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام
قیامت کرے جب وہ جھک کر سلام

وہ اٹھکیلیاں اور وہ اوسکی چال
کہ دل جس سے عالم کا ہو پایمال

بنا کبک کیسی ہی کو چال لائی
کہاں پر وہ رفتار کو اوسکے پای

الگ چال اوسکی کرے کیا چلی
یہ انداز سب اوسکے پانون تلے

عجب پشت پا صاف انگشت پا
کف پا دکھاوی سو پشت پا

مغرق جواہر کی اک جفت کفش
نہ وہ سفت پا بلکہ پا سفت نقش

یہ قدرت کا دیکھا جو اوسنے خیال
کہا شاہزادے نے یا ذوالجلال

نئی پشت لب سے مسوں کی نمود
جسے دیکھ نیلا ہو چرخ کبود

گلیمن پڑا نیمہ شبنم کا ایک
بدلتی عیاں نور عالم کا ایک

تمامی کی سنجاف جلوہ کناں
کہ جوں عکس مہ زیر آب رواں

طرحدار اک سر پہ پٹا سجا
تمامی کا پٹکہ کمر سے بندھا

عجب پیچ سے پیچ بیٹھے تھے مل
کہ ہر پیچ پر پیچ کھاتا تھا دل

جواہر کا تکمہ گلے میں لگا
ستارہ ہو جوں صبح کا جگمگا

وہ موتی کا لٹکن زمرد کی ہڑ
لٹک جھلکے زیبندہ دستار پر

وہ گورا بدن صاف ترکیب دار
بھری ڈنڈ پر نور تن کی بہار

اک الماس کی ہاتھ انگشتر سے
سراسر خدا دست و بازوں لگے

عیاں جیسے وہ چابکی گات سے
نمود جوانی ہر اک بات سے

بدن آئینہ سا دمکتا ہوا
گل باغ خوبی لہکتا ہوا

اکڑ زلف کی اور کاکل کا بل
جوانی کی شب کا سماں مجمل

قیافے سے ظاہر سراپا شعور
جبیں پر برستا شجاعت کا نور

دلی عشق کی تیغ کھائی ہوئی
کٹھارا دل شمشیر لگائی ہوئی

یہ عالم جو دیکھا تو غش کر گئیں
وہ جلتی کہ آئی تھیں سب مر گئیں

شتابی سے جا کر کہا دانکا حال
کہ ایسا ہوا دیکھ صاحب جمال

عجب سیر سے سیر مہتاب میں
یہ عالم تو دیکھا نہیں خواب میں

کبھی سے ہماری نہ مانو گی تم
جو دیکھو گے آنکھوں تو ہو جاؤ گم

اٹھا پاے گلگون کو جلدی سے اگر
نہ جائی کہیں ہاتھ سے یہ شکار

نہیں اور کچھ تم نہ کچھ ہراس
چلی آؤ تم ان درختوں کے پاس

گئی اوس جگہ جب یہ بدر منیر
اور اوسنے جو دیکھا سو بے نظیر

لگی دیکھنے سب آپس میں مل
نظر سے نظر جی سے جی دل سے دل

غرض بے نظیر اور بدر منیر
گرے دونو آپس میں ہوکر اسیر

لڑی تھی زلیس سحر سے اوسکی ساتھ
شب و روز کو دی رکہا آدمی کا ہاتھ

ولی ہاتھ آتا ہی اوسکا کٹھن
کہ ہی فی الحقیقت وہ کالی کا من

اولٹ کر نہ دیکھے اوسے ہوشیار
کہ وہ اک ستارہ ہی نہا آبدار

وہ پیٹھ اوسکی شفاف آئینہ سان
بس اوپر وہ چوٹی کا ناگ یا دہان

کہون اوسکی عالم کا کیا ماجرا
کہ جون ہو وہی دریا پہ کالی گھٹا

بھری تھی لونسی لبل وسکی باگ
بہت دل لئی اوس نے کنگھی نے تاگ

دل عاشق اوسپہ سے قربان ہے
کہ مشاطہ کا سرپہ احسان ہے

کشاکش مین تہا ورنہ جینا تو ہیچ
بہلی کو رکہا اوسنے ڈہیلا پیچ

غرض حسن کا اوسکی ہی یہ بہید
جو چاہی کرے وہ سیاہ و سفید

کری سرخ جو کوئی اوسمین معاف
کری خون دل اپنا اوسکو سعاف

کیا قتل گو اوسنے دل کو لہو کیا
شفق کا نہین شام پہ خون بہا

کہانتک کہون اوسکی چوٹی کی بات
کہ تہوڑا ہی سا ناگ اور تہوڑی سی رات

دیا شعر کو گرچہ ہر بار طول
ولیکن یہ ہو عرض میری قبول

بہت موشگافی جو کی میں یہان
کہانی جا کہہ نہ تہی وہ بیان

بس اوپر جو پوری نہ بیٹھی مثال
ہوئی ہے مری فکر پیچ و بال

اب اس پیچ سی باہر آتا ہو مین
سمان ایک تازہ سناتا ہو مین

غرض وہ مری جب کہا اپنی بال
تو گویا کہ مارا محبت کا جال

ادائین سب اپنی دکہاتی چلے
چھپا منہ کو اور سکراتی چلے

غضب منہ پہ ظاہر دلمین چاہ
نہان آہ آہ اور عیان واہ واہ

یہ ہی کون کم بخت آیا یہان
مین اب چھوڑ گہر اپنا جاؤن کہان

یہ کہتی ہوئی آن کی آن مین
چھپی جا کی وہ اپنی دالان مین

دیا ہاتہ سی چہوڑ پردہ شتاب
چہپا ابر تاریک مین آفتاب

کراتی مین آئی وہ دخت وزیر
لگی ہنسکی کہنی کہ بدر منیر

کہان یہ جوانی کہان یہ بہار
یہ جوبن کا عالم رہے یادگار
سدا عیش دوران دکہاتا نہین
گیا وقت پہر ہاتھ آتا نہین

پلا اک مکان مین ٹہہایا اوسے
محل کا سمان سب دکہایا اوسے

پہر اوس نازنین نی پکڑ اوسکا ہاتہہ
ٹہہایا ہی لا آخر اوس گلگی ساتہہ

ملاقات کرنا بدر منیر کا بی نظیر سے

پلا ساقیا مجکو صہبای عیش
ملی ہی نصیبوں سی یہان جای عیش

بہم مل کی بیٹہی ہین دو رشک مہ
قران مہ و مہر ہی اس جگہہ

ہر اک برج رشک گلستان ہی آج
بہار وصال غریبان ہی آج

بزور اوسکو لا کر بٹہایا جو وہان
نہ پوچہہ اوس گہڑی کا بیان

وہ بیٹہی عجب ایک انداز سے
بدن کو چرای ہوئی ناز سے

منہ آنچل سی اپنا چہپائی ہوئے
لجائی ہوی شرم کہای ہوئی

پسینا پسینا ہوا سب بدن
کہ جون شبنم آلودہ ہو یاسمن

گہڑی دو تلک وہ مہ و آفتاب
رہی شرم سی پای بند حجاب

او نہون کی رکی بیٹہنی سی خفا
ہوئی دلہن اپنی وہ نجم النسا

گلابی کو لا اوسکی آگی دہرا
پیالی کو پہر جلد اوسنی بہرا

کہا شاہزادی کو بیٹہی ہی کیا
یہ پیالہ تو اوس بت کی منہ سی لگا

ذرا میری خاطر سی ہنس بول تو
لب لعل شیرین کو ٹک کہول تو

مین صدقی تری تجکو میری قسم
گئی ساغر اوسکو پلا دمبدم

یہ دیکہ اوسکی سمت پیالہ اوٹہا
ادہر سی پہرا منہ کو اوسکی لگا

کہا بادہ نوشی سی ہو جسکو ذوق
پیی وہ پیالہ نہین اسکا شوق

کہا شاہزادی نی ہنسکی کی یون
پیون مین کسیکے نظر سی کیون

غرض ہو گئی آپسمین راز و نیاز
پیی دو پیالہ تصدق سی ناز

پہر آخر کو شہزادہ نی ہی اوٹہا
دیا ساغر اوس مہ کی منہ سی لگا

جب آپسمین چلنی لگی جام مل
منہدی غنچہ سان کہلی مثل گل

ہوی یکدگر پہر تو تفتیش حال
لگی ہونی آپسمین قیل و قال

پھری ساتھ کاٹی وہ جوں توں کی رات
اوٹھا صبح ملتا ہوا اپنی ہات

سماں شب کا آنکھوں میں چھایا ہوا
مزا دل میں سارا سمایا ہوا

اوٹھی جو کوئی وصل کا دیکھ خواب
نہ ہو وصل اور دل کو ہو اضطراب

نئی بات کا لطف پایا غضب
وہ پہلی پہل دل لگانا غضب

قلق دل پہ یعنی کٹی روز کب
لگی چھپنی شمع شب افروز کب

محبت میں لطف سیہ فام کے
لگا دیکھنی راہ پھر شام کے

وہ دن ہجر کا اوس پہ شامت ہوا
اوسی کا تو نا دن قیامت ہوا

ادھر کا تو احوال تھا اسطرح
کہا میں نے مختصر جس طرح

ذرا اب سنو تم ادھر کا بیان
ہوا طرف ثانی کا کیا حال واں

وہ شب اوسکو ماندہ غم میں کٹی
گھڑی جو کٹی سو الم میں کٹی

رہی صورت آنکھوں میں جو پیار کے
ہوئی یاد میں صبح حیا سے

کہ امید میں کر اک جی کو پاس
لبوں میں ہنسی لیک چہرہ اداس

لگا اوسکو باتوں میں جسم الشتا
لگی کہنی جی چاہتا ہے مرا

کہ تو آج کر خوب اپنا سنگار
مجھی حسن کی اپنی دکھلا بہار

لگی کہنی چل جی دیوانی نہو
کوئی چیز اپنی بیگانی نہو

کرے ان کسکی خاطر میں اپنا سنگار
وہ ہی کون جسکو دکھاؤں بہار

غرض شاہزادی بہت دق رہی
یہ شکل اوسکو پہلی ہی منظور تھی

نہا دھو کی اوس روز ایسی تھی
کہ دو دن کی بیچ ہو جیسی تھی

وہ مکھڑے کا عالم وہ کنگھی کا رنگ
شب ماہ ہو دیکھ کر جسکو دنگ

وہ مسی اور اوسکی لب لعل فام
سواد دیار بدخشاں کی شام

وہ آنکھوں کا عالم وہ کاجل غضب
کبھی توڑتی نرگس تماشا میں شب

ستم تسمہ سرمہ کی تحریر سے
کبھی ہاتھ کافر کی شمشیر سے

لکھوایا وہ بالوں کا تسکے ساتھ
کہ جوں دامن شب شفق کی ہو ہاتھ

وہ لعلوں کی پازیب آویزہ دار — سدا اشک خونیں ہو جسپر نثار

وہ مہندی کی پاؤں میں پھلی تھی گل — کہ آنکھوں سے دل اونپہ کھاتی تھی گل

وہ پاؤں کی بو رشک مشک ختن — وہ ڈوبا ہوا عطر میں اوسکا تن

زمیں سے معطر ہوا تا فلک — زمانہ گیا اوسکے بو سے مہک

گیا اسطرح سے جب اوسنے سنگار — ہوئی مہر و مہ اوسکی منہ پر نثار

فلک تک گئی حسن کی اوسکی دھوم — لیا ہاتھ مشاطہ نے اپنا چوم

خواصوں نے گھر کو دیا انتظام — تماشے کی پردے لگائے تمام

بچھا فرش اور چھپرکھٹ کو صاف — مرصع کا اوسپر اوڑھا کر غلاف

وہ نرگس کی دستے جو آفاق میں — بجلیں سے لاکے چنے طاق میں

ولایت کی میوے دھرے ہر طرف — کہ لیجاوے بو اونکی گل سے شرف

دھرے تحفے حاصل ایوان میں — بھرا ہو گئی عطر دالان میں

دھرے کیاریاں اکطرف بیشمار — بچھی اک طرف ڈالیوں کی قطار

اچار و مربے دھرا خوشنما — وہ باہر کی دالان میں جا بجا

چھپرکھٹ کی پاس ایک مسند بچھا — اور اوسپر تماشے کی تکیے لگا

چنگیریں بنا اور رکھہ پاندان — قرینے سے اسمیں کہے ہار پان

کئی عطر دان مرصع دھرے — انوکھی گھڑت کی کئی جو کھرے

سرہانے مجلد دھری اک کتاب — ظہوری و نظیری کا کل انتخاب

دھری اک بیاض در رشک چمن — پر از شعر سودا و میر حسن

قلمدان بھی اک نزاکت بھرا — قرینے سے زیر چھپرکھٹ دھرا

دھرا اک طرف گنجفہ خوش قماش — دھری چوپڑ اک طرف کو شطرنج تراش

بچھی ایک چوکی پڑا تورہ پوش — گزک رکہہ کشمش جیسی دہنوش

صراحی و ساغر شراب کباب — دھرا اوسپہ ساقی نے کر انتخاب

ولی اوسکو رکھا چھپائے ہوئے — کہ چھوٹی نہیں منہ لگائے ہوئے

کہی کی جو جب اوٹہا کر نقاب — چہپا اوسکو وہان لا بٹہایا شتاب
وہ بیٹہا جو خلوت مین آ بی نظیر — اور ایدہر سی آئی جو بدر منیر
اوسی دیکہہ اسنی تو پہر غش کیا — لباس اور زیور سی غش غش کیا
زبس جو صلی نی جو تنگی سی کے — حیا عشق نی خانہ جنگی سی کے
پکڑ ہاتہہ مسند پہ کہینچا اوسے — محبت کی رشتی سی اینچا اوسے
لگی کہنی بی بی مرا چہوڑ ہاتہہ — یہ گرمی سی جس سی بہلی وسکی ساتہہ
کہا اے پیاری جلایا مجہے — ترسکہائی نی تیری ستایا مجہے
اری ظالم اک دم تو تو بیٹہہ جا — ذرا میری پہلو سی تکیہ لگا
تڑپتا کبہی سی پڑا میرا دل — ذرا کہول آغوش اور مجہسی مل
غرض آخرش بعد راز و نیاز — وہ مسند پہ بیٹہی بصد امتیاز
ہوا پہر تو صہبای گلگونکا دور — ہوی اور سے اور کچہ ہانکی طور
ہوئی جب وہ بدمست دو ماہرو — لگی اونمین ہونی عجب گفتگو
کہ دستی جو بر گمکہی تہی ہاں ہزار — لگی ڈہانپنی آنکہ بی اختیار
خواصین جو تہین رو برو ہٹ گئین — بہانی سی ہر کام کی بٹ گئین
غرض رفتہ رفتہ وہ مدہوش ہو — چہپر کہٹ مین لیٹی ہم آغوش ہو
لیا کہینچ اونہون نی جو پردۂ حجاب — چہپی اک جا دو مہ و آفتاب
لگی ہونی بی پردہ جو چہیر چہاڑ — در حسن کی کہل گئی وہ کواڑ
لگی تینی باہم شراب وصال — ہوئی نخل امید سی وہ نہال
لبوںسی ملی لب دہن سے دہن — دلون سی ملی دل بدن سی بدن
لگی آنکہہ سی آنکہہ خوشحال ہو — گئین خستہ دل کی پامال ہو
لگی چہاتی چہاتی جو چہاتی کی ساتہہ — چلی ناز و غمزہ کی آپسمین ہاتہہ
کہسکنے گئی چولی انگی سی چل — کہسکنے لگی چین ساری نکل
غم و درد دامن کشیدہ ہوئے — وہ گل نار سیدہ رسیدہ ہوئے

قسم مجکو حضرت سلیمان کے — ہوئی دشمن اب اوسکی مین جان کی

کہا دیو سی دی نے مجھے تو بتا — کہا وہ کسی باغ مین تہا کہڑا

کوئی ناز نین سی تہی کہ اوسکی ساتھہ — کہڑی تہی پری ہاتہہ مین وسکی ہاتہہ

قضارا اوڑا مین جو ہوکر اودہر — وہ دو نو مجھی ہان پڑی تہی نظر

یہ اوڑتی سی اوسکی خبر سن پری — کہا دیکھنی پاؤن اوسکو دری

تو کہا جاؤن کہا دیسی موت ہو — لگی ہی میری وہ تو اب سوت ہو

وہ آدمی لو اگی میرے ناچار — گریبان کو اوسکی کرون تار تار

یہی قول و اقرار تہا میری ساتھہ — بہلا اوسکا دامن ہی اور میرا ہاتھہ

ہماری بزرگون نی سچ ہی کہا — کہ ہی آدمی زاد کم لی وفا

غضبناک بیٹھی تہی یہ تو ادہر — کہ اتنی مین آیا وہ رشک قمر

اوسی دیکھ غصی مین وہ ڈر گیا — کہی تو کہ جیتی ہی جی مر گیا

بلا سی وہ دیکھ اوسکی پیچہی لگی — کہا سن تو ای موذی و مدنی

تجہی سیر کو میننی گہوڑا دیا — کہ اوس بالزادی کو جوڑا دیا

الگ ہمسی یون رہنا اور چہوٹنا — یہ اوپر ہی اوپر مزی لوٹنا

مجہلکا دیا تہا نہ تونے یہی — بہلا اسکا بدلا نہ لون تو سہی

پہرا جیسی تونکو دل شاد تو — کرینگا وہ تو تجہہ بہت یاد تو

ہزا چاہ کا دیکھہ اپنی ذرا — جہکاتی ہون کیسی تجہی بہت بہلا

تجہی جیسی مارون تو کیا ہی عجب — ولی چاہتی تہی یہ تیری نصیب

کہ چاہ الم مین پہنساؤن تجہی — ہنسا ہی تو جیسا رلاؤن تجہی

یہ کہہ اور بلا اک پریزاد کو — کہا سنیو اسکی نہ فریاد کو

اسی کہینچتا لیسی لیجا شتاب — وہ صحرا جو ہی درد و محنت کا باب

کنوان اوسمین جو ہی مصیبت بہرا — کئی من کا پتہر ہی او سر پہ دہرا

اسے جاکی اوس چاہ مین بند کر — وہی سنگ پہر اوسکی منہہ پر تو دہر

وہی چاہ تاریک اوسکا رفیق
ہوا بہی نہ وہان جس سی وہ ساز ہو
کنوان ہی مدام اوسکا ہمدم رہے
کنوان وسکو پوچہی وہ پوچہی او سے
سیاہی مین جیسی وہ کافر کا دل
نہ شب کی سیاہی نہ وہان ون کا نور
غم و درد الفت کو کہا کہانے جیسے
اس اندہیر کو کیا لکہون اب مین آہ
نہ تہا وہ کنوان تہا ستون الم
کرون مختصر کیا یہی اس غم کی بات
نہین مخلصی سوجہتی اب اوسے
پہلنسا اسطرح سی جو وہ بی نظیر
بہم دو دلو نمین جو ہوتی ہی چاہ
قلق وہان جو گذرا تو یہان غم ہوا
کئی دن جو آیا نہ وہ رشک ماہ
لگے کہنی نجم النسا سی ہوا
کہا اوسنی بی تمکو سودا ہی کچہ
خدا جانی کس شغل مین لگ گیا
وہ رہ رہ کی تمکو دلاتا ہی چاہ
تری کی جو کوئی اوس سی کہا سے
تصور بہلا کہ نکالا   کرو
یہ سن چپ ہی دلمین کہا پیچ و تاب
گئی اسمیہ جب بن گئی اور نہ ہے

وہی سنگ سر پر بجای شفیق
کنوین کی سنی کون آواز کو
جو اوسمین سنی وہی اوس سی کہے
اندہیری سوا کچہ نہ سوجہی اوسے
صعوبت مین اوس سی جہنم خجل
سدا ظلمت غم کا اوسپا ظہور
لہو پانی اپنا کنوین مین پیے
قلم کی نکلتی ہین آنسو سیاہ
نشان شب آفت و درد و غم
لگا رہتی اوسمین وہ آب حیات
نکالی خدا دیکہیے کب اوسے
بڑی بیقراری مین بدر منیر
تو ہوتی ہی دلکی ہمین ولسی راہ
گرگا جی ہان یہان خاطر ہوا
نظر مین ہوا اوسکی عالم سیاہ
خدا جانی اوس شخص پر کیا ہوا
وہ معشوق ہی اوسکو پروا ہی ہیچ
مری جڑہ ہی اتنا بہی ہونا خدا
عبث آپکو مت کرو تم تباہ
جنکی ایسی وہ تو جہک جائے
ذرا آپکو تم سنبہالا کرو
دیا کچہ نہ اسنا سکا پہر جواب
بگڑنی لگے پہر تو کچہ طور بے

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تہا / کہ جسکی عوض یون رولانی لگا

نہین مجکو دشمن سی شکوہ حسن / مرا دوست مجکو ستانی لگا

غزل یا رباعی و یا کوئی فرد / اسی سب کی پڑہنا کہ جسمین درد

سو یہ بہی جو منہ تور نکلی نہین / نہین تو کچہ اسکی بہی خواہش نہین

سبب کیا کہ دیسی تعلق ہی سب / نہو دل تو پہر بات بہی ہی غضب

گیا ہو جب اپنا ہی جوڑا نکل / کہان کی رباعی کہین کی غزل

داستان بے نظیر کی غم و اندوہ کی اور عیش پانی کی بلائی مین

گلا ہین غنچہ سے مجکو شتاب / پلا ساقیا گھٹلے کی شراب

پیالی مین نرگس کی دی میجان / کہ دیکہون مین کیفیت بوستان

حکایت کرون یکدن کی رقم / کہ دنیا مین توام ہین شادی و غم

اٹہی سوتی اکدن وہ رشک پری / کہا جا کی دیکہون چمن کو ذرے

مگر غنچہ سان تہا اکہلی سی دل / کہ غم نی کیا ہی نپٹ مضمحل

زبس گل سی آتی ہی بو یار سی / ہوا پہر ہوئی اوسکو گلزار سی

پہر ایکدن تہا کہ منہ ہاتہہ دہو / چلی آدہی دالان سی سیر کو

زمرد کا مونڈہا چمن پر بچہا / وہ بیٹہی عجب آن سے دلربا

کہ زانو پہ اک پانو کو دہر لیا / اور اک پانون مونڈہی سی لٹکا دیا

نہ پوچہ اوسکی پائی نگارین کا حال / زبان تہا وصف مین جسکی لال

کفک ور فندقی لالی کہو داغ / نہو ایسی کیفیت پائین باغ

طلائی کڑی اور کفک کا وہ رنگ / سنہری شفق جسکو دیکہہ ہو دنگ

جواہر کی چہلی بہرے پور پور / زری کی تنی جیسی مخمل پہ نور

زبس سج کی اوٹہی تہی وہ نازنین / پڑی تہی عجب ہب سی چین جبین

خماری وہ انکہیان وہ انگڑائیان / وہ جوبن کی عالم کی سرسائیان

جوانی کا موسم شروع بہار / وہ سینی سی اوسکی نکوکن کا ابہار

چمن نے جو اوس گل کی دیکھی بہار
ہوا دیکھ اپنی گلوں کو فگار

گل و غنچہ و لالہ آیسمین ل
لگی کہنے اس باغ کا ہے دل

گئے جیسے بلبل کی گلشن کی چاہ
ہوئی سرو کی شکل تصویر آہ

ہوئی وہاں کی آئینہ دیوار و در
وہ سب کے دلین ہوئی جلوہ گر

کر اتنی ہیں کچھ چمن جو آگیا
اداسی لگی کہنے وہ دل ربا

ارے ہے کوئی ہاں ذرا جائیو
مری عیش بائی کو لے آئیو

عجب وقت ہے اور عجب ہے سماں
گھڑی دو گھڑی کی مجھے ہے اماں

خفا ہوں مرا جی ہی مشغول ہو
کوئی دم تو داغ جگر پھول ہو

کسطرح سے دل تو لگتا نہیں
جلی ہے جگر دل سلگتا نہیں

یہ سنتے ہی دوڑی گئی اک نگار
لیا عیش بائی کو اوسنے پکار

وہ آئی لگی کا غراس آن سے
کہ جانی لگا جی مسلمان سے

عجب چال سے وہ چلی نازنین
کہ مستی میں پاؤں پڑتا کہیں

وہ خلقت کی گرمی وہ جوبن بنا
نشے میں بھبوکا سا چہرہ بنا

لٹیں منہ پہ چھوٹی ہوئیں سر بسر
کہ بدلی سے جیوں کالی ابر ادھر

وہ بن لوچی ہو ہونٹوں مستے غضب
کہ منہ پر تھی گویا قیامت کی شب

فقط کان میں ایک بالا پڑا
کہ تھی تو کہ تھا مہ کی ہالا پڑا

وہ پشواز اگر کی وہ نرگس کی ہار
وہ کمخواب کی تنبیدرومی ازار

بندھا سر پہ جوڑا ٹیڑھی دیشال
کمر کی لچک اور ٹھسک کی وہ چال

وہ شبنم کی انگیا ہی تنگ و چست
کنار و قبہ بنا بنت کا درست

وہ اوڑھی ہوئی چین پشواز کے
وہ مسکی ہوئی چولی انداز کے

وہ مہندی لگا عالم وہ توڑی چڑھی
وہ پاؤں میں سیدھی کی دو دو کڑے

چلی وہ ہنسی دامن اٹھاتی ہوئے
کڑی سے کڑی کو بجاتی ہوئے

عجب ایک عالم تھا بے ساختہ
کہ عالم تھا اک اوس پہ جان باختہ

خواب مین دیکھنا بدر منیر کا بی نظیر کو کنوئین مین اور جوگن بنکر نکلنا نجم النسا کا اوسکی تلاش مین

پلا ساقیا جام جم سی [illegible]ل
کہ غائب کا احوال ظاہر ہو کل

کہ سکی تو اک کام فرخندہ حال
کہ آخر یہ دنیا ہی خواب و خیال

ذرا آنکھہ لگ گئی جو اسحال مین
تو دیکھا پھنسا اوسکو جنجال مین

قضا نی دکھایا عجب وسکو خواب
کہ دشمن نی دیکھی حال خراب

جو دیکھی تو صحرا ہی اک لق و دق
کہ رستم جسی دیکھہ جائی فق

نہ انسان ہی وہان نہ حیوان ہی
فقط اک کفیدہ ست میدان ہی

مگر بیچ مین اوسکی ہی اک کنوان
کہ اوٹھتا ہی آہونکا وہانسی دہوان

کنوئین کا ہی منہ بند اور اوس سی
نکلتی ہی لاکھہ من کی اک سل پڑی

صدا وہانسی ہی یہ کہ بدر منیر
تہ چاہ غم مین ہوا ہون اسیر

مین بہولا نہین تجکو ای بیجان
کرون کیا کہ ہی مجپہ قید گران

پہ اس قید مین ہی تیرا دہیان ہے
فقط تیری ملنی کا ارمان ہے

تو اپنی جو صورت دکہا دی مجھی
تو اس قید غم سی چہڑا دی مجھی

نہین مجکو نیسی کچھ اپنے ڈر
یہ غم ہی کہ تجکو ہووے خبر

تجھی کاش اسوقتین دیکھہ لون
جیون مین اگر تیری آگی مرون

ولیکن یہ ہی خام میرا خیال
نہین وصل ممکن بغیر از وصال

کوئی دم کا مہمان ہون آج کل
اسی چاہ مین جائیگا دم نکل

یہ جو ارادت شہ بی نظیر
جو چاہی کری بات بدر منیر

یہ پر کر میسر نہ آئی اوسے
قضا نی نہ اسکی سنائی اوسے

یکایک گئی آنکھہ اپنی مین کہل
بہری شاک خسارہ پائی ڈہل

نہ وہ چاہ دیکھا نہ ہمراز وہ
پڑی گوشہ مین پھر نہ آواز وہ

صدا اپنی یوسف کی سن خواب سے
اوٹھی باولی جان بیتاب سے

وہ رو رو کی دو ابر جم یون سے ملے
یہانتک بندھا اونکی رونی کا تار
کھڑی تھی وہ جوگن کی جو گرد گل
نہ دیکھا کسینی جو کچھ اختیار
چلا جسطرح پیٹھ اپنے دیکھا
کسینی کہا بہہ محبت ہے مجھے
کہا اوسنی خیر اب تو جاتی ہون مین
تمہی ہی خدا کو مین سونپا سنا
جدا ہوئی القصہ رو رو تون کو چھوڑ
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ جنگل کی لے
لئی مین پھرتی تھی صحرا نورد
کرے تا یہ کوئی شخص ایسا ملے
جہان بیٹھ کر وہ بجاتی تھی بین
بجاتی تھی جوگن جہان جو گیا
ادہی سنکے آتا تھا صحرا کو چھوڑ
گل نغمہ جو اوس سے گرتے ہزار
کہین حلقہ حلقہ کہین لخت لخت
سجاتی تھی جن جن رہ بن بن مین
نظر جو کی پڑتی تھی بوٹی جڑ سے
تماشا نہ دیکھا تھا جو یہ کبھی
یہانتک کہ رہ بین جن تھی نقش پا
گل نغمہ تر کی تھی یہ بہار
حسن آواز کی اوسکی شان شکوہ

کہ جسطرح ساون تھی ہا دون ملی
بہی پھوٹ دیوار و در ایک بار
وہ رو رو ہوئی شبنم آلودہ گل
کہا حق کو سونپا تجھے لی سدھار
اسیطرح دکھلا ہمین منہ پھر آ
خدا کی تیئن مینی سونپا تجھے
جو ملتا ہی تو اوسکو لاتی ہون مین
مرا بخشیو تم کہا اور سنا
چلی اپنی گھر بار سے منہ کو موڑ
نکل شہر سی راہ جنگل کی لے
تن چاک چاک اور رخ گرد گرد
کہ جس سے وہ شیدا کا شیدا ملے
تو سنتی کوئی تھی آہوی چین
تو وہان بیٹھتی خلق ہونی لگا
صدا سے درختون کو آتا خروش
تو لیتا اونہین دشت دامن پسار
کھڑی ہوئی کرد اوسکی سنتی درخت
خس و خار سنتی تھی بن بن کی بین
ہر اک عالم شوق مین تھی کھڑی
وہ و دشت غش ہوتی تھی سنبھلے
وہ بیٹھی تھی کان اپنی آو ہر لگا
کہ صحرا کی گل اوسکی آگی تھی خار
نکلنے لگے دب کی آواز کوہ

بندھا اوس جگہہ اسطرح کا سمان
صبا بہی لگی رقص کرنی وہان

وہ سنسان جنگل وہ نور قمر
وہ براق سا ہر طرف دشت و در

وہ اُجلا سا میدان چمکی سی ریت
اوگا نور سی چاند تارونکا کہیت

درختونکی پتی چمکتی ہوئے
خس و خار سارے جھلکتی ہوئے

درختونکی سائی سی مہ کا ظہور
گری جیسی چلنی سی چھن چھن کی نور

دیا یہ کہ جوگن کا منہ دیکھکر
ہوا نور سائی کا ٹکڑے جگر

گیا ہاتھہ سی بین سنکر جو دل
گئی سایہ و نور آپسمین مل

وہ صورت خوش آئی جو اوسکی لگی
دل انکی یہ سائی نی منظور کی

ہوا بند ہ گئی اوس گھڑی اس فضول
بسیرا گئی جانور اپنا بہول

درختونسی لگ لگ کی باد صبا
لگی وجد مین بولنی واہ وا

کدا ریکا عالم یہ تہا اوسگھڑی
کہ تہی چاندنی ہر طرف غش پڑی

یہان تو یہ عالم تہا اور طور یہ
لٹس اوپہ مزا تم سنو اور یہ

کہ تہا اک پریزاد فرخ سیر
جنون کی وہ تہا بادشہ کا پسر

نہایت طرحدار صاحب جمال
برس بیس اکبیس کا سن وسال

ہوا پر اڑائی ہوئی اپنا تخت
کسی طرف جاتا تہا فیروز بخت

وہ جاتا تہا کرتا ہوا سیر ماہ
اوسی خلق کہتی تہی فیروز شاہ

یکایک سنی بین کی جو صدا
وہان تخت لا اوسنی اپنا رکہا

جو دیکھی تو جوگن ہی اک رشک حور
کہ چشم فلک نی نہ دیکہا یہ نور

نظر کرکی حسن اوسکا غش کر گیا
تعشق کی عالم مین بس مر گیا

یہ سمجھا بناوٹ کا کچہ بہیس ہی
لگا کہنی جوگی جی آدیس ہی

پڑا تم پہ ایسا کہو کیا بجوگ
لیا واسطی کسکی تمنی یہ جوگ

کہ ہیسی تم آئی کہان جاؤگی
دیا اپنی ہم پر بہی فرماؤگی

وہ سمجھی کہ دل اوسکا آیا اوہر
کہ دل ہی تو ہے کہتا ہی کی لگی خبر

کہا اوسنی بابا بہت خوب ہی — ہمیشہ سی راگ اپنا مرغوب ہی
کہا آو جوگی جی بیٹھو ادہر — کہ درویش اپنی قدم سی ہی گہر
کہلی بخت بیٹی کی اور باپ کے — سر و پر ہماری قدم آپ کے
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کے — جگہہ ایک پاکیزہ رہنی کو دی

داستان فیروز شاہ کی مجلس آرائی اور جوگن کی بلا بھیجنی

پلا مجکو ساقی محبت کا جام — کہ گہبرا یا میں ہوا دن تمام
یہ جوگن جو بیٹہی بر وگن ہوئے — کہ اتنی میں رات آئی جوگن ہوئی
بہبوت اپنی منہ پر شتابی مل — رکہہ انڈوی کو مہ کی شب کی نکل
دکہاتی ہوئی سوز دل ورسی — اوڑاتی ہوئی رال کو نور سی
ستاروں کی مالی گلی بیچ ڈال — وہ پہونچی پرستان میں چال چال
ہوئی شب جو وہ بزم انجم فروز — چہپا رشک سی اوسکی پرچین روز
ملک نی پرستان میں مجلس بنا — بلایا اوسی جسکی تہی یہ ثنا
پری زاد ساری ہوئی جمع ہان — کہ دیکہیں تیغ جوگن کا چلکر سمان
وہ جوگن جو بیچ بیچ تہی زہرہ جبین — سو مجلس میں آئی لئی اپنی بین
بہت منتوں سی بلایا اوسی — بڑی عزتوں سی بیٹہایا اوسی
کہا ہم ہیں مشتاق کچہ گائیے — سماں بین کا ہمکو دکہلائیے
کہا کچہ بجانا نہیں اپنا کام — ہر اک طرح لینا ہمیں ہر کا نام
ہی ہزار فریاد یشوں سی فقیر — ولی کیا کریں اب ہوئی ہیں اسیر
کہا جوگی صاحب یہ کیا بات ہی — کرم آپکا ہمیشہ دن رات ہی
جو مرضی ہو تو تم کو تکلیف ہیں — نہیں جیسی ہیں کہ خفا کیجیو نہ تم
کہا اسطرح سی جو فرماؤ گے — تو ہاں بندگی ہی میں کچہ پاؤ گے
یہ کہہ اوسنی اور بین کاندہی پہ دہر — یہاں تک بجائی کہ دیوار و در
کہڑی رہ گئی ہوش کہوئی ہوئی — نظر جو پڑی وہاں سو روئی ہوئی

لگی رہنی اوسمین شب و روز وہ — سمجھتی نہ کچھ دل افسردہ وہ
کہا اپنی جی سی کہ سنتا ہی سجے — نہ کہہ بیٹھو اپنی دلمین کبھی
یہ بیٹھی کہ تا کرو گار جہان — درین آشکارا چہ دارد نہان
غرض اسطرح اوسکا معمول تہا — کہ اوس شاہ پریونکی خدمتمین جا
پہر رات تک ہنستی اور بوسے لیتے — ہر ایک باتمین قند تہی گہولتے
سجا بین سب کو رجہاتی تہی وہ — پہر کی سجی گہر مین آتی تہی وہ
ولی کیا کہون حال فیروز شاہ — کہ تہی دن بدن اوسکی حالت تباہ
نہ دنیا کی اوسکو نہ دین کی خبر — اوسیکے تصور مین شام و سحر
اوسی شمع کی گرد پہرنا اوسے — پتنگی کی مانند گرنا اوسے
بہاتی سی ہر کام کی روز و شب — وہین کاٹنی اگی اوقات سب
اسی طرح اوقات کہونا اوسے — سدا بین عشق کی رونا اوسے
وہ جوگن بہی سو سو طرح کرادا — ہر اک آن مین اوسکو لیتی لبہا
ولی کچہہ بہی باقی جو حسن طلب — تو عاشق پہ غصہ وہ کرتی غضب
کبہی غش کیا اور کہا کہ او وہ اس — کبہی دور بیٹہی کبہی اوسکے پاس
کیا اوسنی پہر وہمین جب کچہہ سوال — دیوانہ کیا اوسکو باتونمین ڈال
کبہی بنکہی نظرون سی گہایل کیا — کبہی میٹہی باتون سی مائل کیا
کبہی ٹیڑہی باتون سی مارا اوسے — کبہی سیدہی لسی پکارا اوسے
کبہی ہنس کی دیکہا ذرا خوش کیا — کبہی ہوکی غمگین ناخوش کیا
کبہی منہ دکہایا چہپایا کبہے — کبہی مار ڈالا جلایا کبہے
لٹو شمین کبہی دل کو لٹکا دیا — کبہی ساتہ بالون کی جہٹکا دیا
وہ ہر چند انکہین مہ کہاتی سے — یہ نظر و نمین لکو لبہاتی رہے
سچارا پہ بزادہ سادہ دل — ادائین یہ انسان کی متصل
اسطرح مدت گئی جب اوسی — چڑہی گرمی عشق کی تب اوسی

تم اپنا سا مجکو سمجھتی رہے — بھلا مجکو اب یہان کوئی کیا کہے
تم ایسی ہی بی رحم و بے درد ہو — غرض اپنی عالم مین تم فرد ہو
کہا اوسنی اے گلشتاب اپنا حال — کہ تو کیون گرا سرکو پانؤن پہ ڈال
کہا تب پری زادنی میری جان — کہانتک کرون راز دل کو نہان
بھلا تجھ مین کب تک ہون ملول — غلامی مین اپنی مجھی کر قبول
لگی ہنسنی کہنی کہ اک طور سے — جو میری کہانی سنی غور سے
مطالب اگر میری بر لائی تو — تو شاید مراد اپنی بہی پائی تو
کہا اوسنی پہر جلد فرمائیے — جو کچہ آپ سی ہو بجا لائیے
کہا اوسنی یہ ہی میری داستان — کہ شہر اندیپ ہی اک مکان
ملک اک وہانکا ہی مسعود شاہ — کہ بیٹی ہی اک اوسکی مانند ماہ
جہانمین ہی بدر منیر اوسکا نام — مین بیٹی تہی خادمین اوسکی مدام
بنایا ہی اوسنی الگ ایک باغ — کہ فرد اوسکا ہی وہ چشم و چراغ
جدا اپسی تہی وہ اوسجا مقیم — سدا سیر کرتی تہی بی خوف و بیم
مین نجم النسا اوسکی دختر وزیر — ہمیشہ سی ہمراز تہی اور مشیر
جدا ایک دم اوس سی ہوتی نہ تہی — سلائی بغیر اوسکی سوتی نہ تہی
خوشی سی سرو کار غم سی فراغ — برنگ چمن بیٹی تہی باغ باغ
کسی طرح سکا غم نہ تہا دہیان مین — ترقی خوشی کی تہی ہر آن مین
ہوی ایک دن یہ عجب واردات — کہ اک شخص وارد ہوا ایک رات
کہانتک کہون اوسکا قصہ بشر — نہ تہا آدمی نور کا تہا ظہور
گیا اوسپہ وہ شاہزادیکا دل — گئی ایک دو نو وہ آپسمین مل
دلی عاشق اوسپہ کوئی تہی پری — محبت مین تہی اوسکی وہ ہی بہری
کہین وہانکی آئی کی سنکر خبر — خدا جانی پہنچا ہی اوسکو کدہر
دیا قید مین اوسکو ڈالا کہین — کہ مدت سی اوسکی خبر کچہ نہین

چمن ساری ویران سی ہین پڑی
جو خو دہی تو حیران و بیمار سے
نہ تاب و توان اور نہ ہوش و حواس
یہ دیکھہ اوسکا احوال نجم النسا
وہ لیکن مجلّی ہین بیٹھی ہے جب یہ دھوم
سنی ایک سی ایک نی یہ خبر
کوئی غنچہ کی طرح کہلنی لگے
لگی کوئی صدقی کی لانی لگے
کوئی آئی باہر سے گہر سی کوئی
حقیقت لگی پوچھنی آکو لے
ہوا سر پہ اوسکے زلبش و حام
کہا بی ہو کل کہو نگی مین حال
وہ انبوہ جب کچھ ہوا برطرف
کہا شاہزادی تو آتی نہین
چلو چل کی آرام تک کیجئے
گئی جب کہ خلوت مین بیٹھ
یہ سن ایک دم تو وہ غش کر گئی
تعجب سے پوچھا کہ سچ سچ سے یہ
کہا مجکو سوگند اس جان کی
نشاط و خوشی کی خبر یک بیک
کہا کیونکہ لائے کہا اسطرح
ترا قیدی جاکر چھڑا لائی ہون
کہا پھر وہ دو نو کہان ہین کہا

شجر گل کی اک جہا سی ہین کہڑی
کہ جون زرد شیشی کی ہو کر سے
ضعیف و نحیف و پریشان و داس
جلی شمع کی طرح آلشو بہا
کیا شل پروانہ اوس پر ہجوم
مبارک سلامت ہوئی یکبیک
کوئی دوڑ کر اوس سی ملنی لگے
کوئی سر سی روتی چہوانی لگے
ادہر سی کوئی اور ادہر سی کوئی
لگی کرنی آکسین چٹ چاکو لے
لگی کرنی کہر آکی سبکو سلام
کہ اب راہ کی ماندگی ہی کمال
تو پھر دیکھہ نجم النسا ہر طرف
ادہر اپنی تشریف لاتی نہین
کچھ اک تسمی کہنا ہی مین تجھسے
کہا مین لی آئی ترا بی نظیر
کہی تو کہ حیرت مین آکر گئے
دیا چہیڑنی کو مری کچھ ہی یہ
غلط کہی تو آئی مین قربان کے
نہین منہ پہ کہنے بیٹھی بیدہڑک
وہ کہدیا حال تہا جسطرح
اور اک و ر ... لاایو
درختو نمین انکو کہا ہی چہپا

نظر سے نظر جو ملی ایکبار
اوڑے ہر اشک خونین ادہر چشم نم
نہ وہ رنگ اوسکا نہ وہ اوسکا حال
بہم دو خزان دیدہ گلزار سے
عجب صحبت اپنمین اوسدم ہوئے
وہ نجم النسا اور فیروز شاہ
سر اشک محبت بہانے لگے
اور اک طرف کو شاہزادہ نڈہال
وہ مجروح دل تہی جو بدر منیر
چھپا منہ کو اوسطرف سے نازنین
پڑین غم کی باتین جو آدرمیان
غرض یہ تک ملکے روتی رہے
رخ زرد پر اشک گلگون بہا
کلیجہ پہ جو داغ تہے بیشمار
پہر اخر کو نجم النسا وہ شریر
کہا چاہیئے تو اب تہمر گیا
مگر تیری خاطر یہ رویا ہے کم
ذرا تہمین آنے دے اسکے توان
یہ مردہ سا لائی ہون مین اسلئے
وہان مین نے اسکی نہین کی دوا
لائی ہے اسکو محبت کی دہن
اسی وصل کی اپنی دوا سمجہ بلا
بس اب کچہ خوشی کی کرو گفتگو

لگی چشم سے لعل و گوہر نثار
اوسے اسکا غم اور اسے اوسکا غم
تن زرد زرد اور رخ لال لال
ملی جیسے بیمار بیمار سے
کہ ایسی ہی صحبت بہت کم ہوئے
حیا سے گئی اپنی نیچی نگاہ
اس احوال پر حیف کہانے لگی
لگا رونے آنکہو سے بہر کر رومال
لگی کہینچنے آہونکے تیر
لگی کرنے تر دامن آستین
یہ روئی کہ آگ لگ گئین ہچکیان
جدائی کے داغونکو دہوتی رہے
بہار و خزان کو کیا ایک جا
سو آنکہو سے اوسکی دکہائی بہار
لگی کہنے سنتی ہے بدر منیر
زیادہ نہ بس اپنی الفت جتا
کہ تو اور رو رو کے دیتی ہے غم
ابہی اسکو رونے کی طاقت کہان
کہ دیکہی سے تیری شتابی جئے
کہ ہے خانہ یار دار الشفا
جیا ہے فقط تیری ملنے کی دہن
کسیطرح اس نیم جانکو جلا
خدا پہر نہ تمکو رولاوے کبہو

خلافت پہ میری کسی ن گر نہ ید
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

اک اچھی سی تاریخ ٹہہرا سئے
دیا حکم بہنی تمہین آ سئے

گیا ایلچی سے لیکی نامہ اودہر
اوڑی ہر طرف یہ خوشی کی خبر

سنی یہ جو نامہ کی گفت و شنید
ہوئی شاہزادیکو گویا کہ عید

کشادہ ہوئی دل جو تہی غنچہ سنگ
اوسی سنی ہونی لگی راگ و رنگ

ہوئین ہر طرف سب ل آزاریان
لگین ہونی شادیکی تیاریان

بلا شگونیکو تہا سال و سن
مقرر کیا نیک ساعت کا دن

داستان بی نظیر اور بدر منیر کی بیاہ کی اور اوسکی تجمل مین

کہ ہے ہی نوای ساقی گلبدن
دہری آج اوس طمرو کی لگن

بلا مطربان خوش آوازکو
کہ آوین لئی اپنی سب ساز کو

وہ اسباب شادیکا تیار ہو
نکر نہ پہر جسکی تکرار ہو

بڑی خواہشونسی جب آیا وہ روز
چڑہا بیاہنی وہ مہ شب فروز

محل سی نکل جب ہوا وہ سوار
بجی شادیانی بہم ایکبار

کرون اوسکی تجمل کو کیونکر عیان
کہ باہر ہی تقریر سی یہ بیان

وہ دولہ کی اوٹہنی ہی اک غل پڑا
لگا دیکہنی اوسکی چہوٹا بڑا

کوئی دوڑ گہوڑ ونکو لانی لگا
کوئی ہاتیونکو بٹہانی لگا

لگا کہنی کوئی ادہر آئیو
اری رتہہ شتابی سی ہاں لائیو

کسیکو کسینی پکارا کہین
نہ لانی یہ میانی کی مار کہین

کوئی ہاتہی مین چلا ہو سوار
پیادونکی یہ گہہ اپنی آگی قطار

جو کثرت مین دیکہا کہ گاڑی نہین
کوئی ہانکی تانگی پہ بیٹہا کہین

سپاہ اور قبضی کہڑکنی لگی
سوارونکی گہوڑی بہڑکنی لگی

نگوری وہ نوبت کی آوازکی بعد
گرجنا وہ دہونسونکا مانند رعد

وہ شہنا ہونکی سہانی دہنین
جسی گوش زہرہ بہ فصل سنین

دہوان چہپ گیا نور مین نور ہو
سیاہی اوڑی شب کی کافور ہو

سراسر وہ مشعل کی ہر طرف جہاڑ
کہ جون نور کی مشتعل ہون پہاڑ

زری پوش سردار سب یکدگر
پہرین بت کی طرح ادہر اودہر

کبہی تو کہ نزدیک اور دور سے
زمین تا زمان بہر گیا نور سے

جب آئی وہ دولہن کی گہر برات
کہون بانکی عالم کی کیا تجہی بات

ہوا واپچی صحبت کی رشک بہشت
دہری تلچہی گرد عنبر سرشت

کہڑی باد لونکی وہ خیمی بلند
کہین عالم نور جسکو پسند

عجب مسند اک جہلملی اور فرش
تماشی کی عالم کا چوکور فرش

بلورین ہری شمعدان بیشمار
چڑہین موم کی بتیان چار چار

نئی رنگ کی اور نئے طور کی
دہری ہر طرف جہاڑ بلور کی

تماشائیون کی یہ کثرت کہ بس
ملی ایک سی ایک سب پیش وپس

وہ ننہا نو زری پوش بیٹہی تمام
شراب خوشی کی لئی نوش جام

وہ دولہ کا مسند پہ جا بیٹہنا
برابر رفیقونکا آ بیٹہنا

طوائف کا اوٹہنا وہ انداز سی
دکہانی وہ آ صورتین ناز سی

کرون راگ اور ناچ کا کیا بیان
قدیمی کسی وقت کا سا سمان

وہ ارباب عشرتکا اپسمین مل
جمانا کہڑی راگ کا دیکی دل

وہ الہن کی تانین ادہر اور ادہر
ملی سر طنبورونکی بایکدگر

اور اوس صف سی اک پہرکی نکل
جتانا ہنر اپنا تہلی بہل

اولٹنا وہ ٹہوکر کو دیدی کی تال
وہ بوٹا سا قد اور کہرویکی چال

کبہی پیہلو نچین دکہاتی ادا
کہ جون لوٹ کر ہووی بجلی ہوا

کبہی گہٹ سری ناچنا ذوق سی
کہ تیورا کی عاشق کری شوق سی

ادہر کی تو یہ گت اور اوسکا سبہاؤ
اودہر اودہین نائکہ کا بناؤ

کہڑی ہوکی وہ گہونٹ حقی کی لی
چہایان اور رنگ ہونٹونپہ دی

چہکا ہوں بستی مین بہت سا دیا
کسی پر نہ ایسا ہو جو بار ہون
ہوا جب نکاح اور ہی ہار پان
اوٹہا پہر تو نوشہ وہ بعد از نکاح
چلا یون مع وو لہ دولہن کی طرف
وہانتک پہونچی ہوئی کیا کہون
ہوا لیکن تو وسوقت وہ نا مزا
عروسی وہ تہا وہ سوہا لباس
ملا سرخ جوڑی پہ عطر سہاگ
دکہا مصحف اور آرسی کو نکال
نہ تہا وصل اسطرحکا دہیان ہین
عجب قدرت حق نمایان ہوئے
وہ جلوہ کا ہونا وہ شادیکی دہوم
کسینی لپسائی سر و پنج انگر
سہاگا گئی کان کو کوٹے لگا
وہ شربت جو بیٹہی تہی شیرین بنی
چہائی نبات اوسکو اسہات سی
ز بس دل تو تہا اوسکا ہر جا پہ بند
اوٹہائی ڈلی آ اوسکی انکہو سی یون
ڈلی وہ جو ہو ہونٹکی تہی لب ملے
کہ سی اوٹہائی ڈلی اس طرح
ذرا پاؤن پہر گئی اوٹہاتی اڑا
نہ ظاہر ہی تکرار تہی بار بار

مجہی بدلی اب ہی کی شربت پلا
کہ پہر مین گلی کا تیری ہار ہون
پلا سب کو شربت وہی پاندان
محلین پلا سے نیکی پہر ہی صلاح
اوڑی نے جیسے بلبل چمن کیطرف
ہوئی ٹوٹکی الا کہہ بہت شگون
کہ دولہ دولہن جب ہوئی اکجا
وہ مہندی سوہانی وہ پہولونکی باس
کہیلی ملکی اپنیمین و نونکی سہاگ
دہر اپنچہین سر پہ آنچل کو ڈال
خدائی کیا آن کی آن یلمن
جسی آرسی دیکہہ حیران ہوئے
وہ اپنیمین دولہ دولہن کی رسم
کوئی گالیان دیکئی جان کر
گئی کوئی دولہن کی جوتی چہوا
نبات اوسکی چنتی بنی کو سی
کہ ڈہکا دیا ہر گہڑی بات سی
سبہی چاہتی اوسنی چنی کہ پسند
کرین نوش بادام شیرین جون
وہ مصری کی منہ سی وہ اٹہائی ڈلی
کہان ہون سہیلین کی نہین جسطرح
نہین اور ہان کا عجب غل پڑا
وگر نہ دل اوسکا نہ ہر تہا نثار

۵۰

سو میں تجھسی کہتا ہون اک التجا — کہ تو اوسکو فرزند میں اپنی لا
غرض ہر طرح کر رضامند اوسے — کیا جا لیں اپنی پابند اوسے
پریزاد تہا وہ جو فیروزشاہ — دیا اوسکو نجم النسا سی بیاہ
اوسی دہوم سی اور اوسی فوج سی — اوسی شان سی اور اوسی اوج سی
وہی سب تجمل وہی سب رسوم — ہوئی تہی جو کچھ بیاہ میں سکی دہوم
دقیقہ نہ چھوڑا کسی بات میں — برابر رکھی چہل دن رات میں
اوسی طرح اوسکو بیاہا غرض — جو کچھ قول تہا سو نباہا غرض
خدا راست لایا اونہونکی جو کام — بر آئی مطالب دلوں کی تمام
ہوئیں متصل یہ جو دو شادیان — بسیں ایک جا چار آبادیان
پھری دن تو اپنی وطن کو پھرے — وہ آشفتہ بلبل چمن کو پھرے
خوشی سی بصد حسرت و جان و مال — چلی شہر کو اپنی وہ حال حال
وہ نجم النسا اور وہ فیروزشاہ — فلک پر سی ہو مثل خورشید و ماہ
رضا اونسی لیکر اوسی آن میں — گئی شاد و خرم پرستان میں
بیاقرار چلتی ہوی کر گئی — کہ گہ تم اودہر اور ہم ادہر گئی
تم اس غم سی مت ہو جیو سینہ ریش — کہ ہم تم سی ملتی رہینگی ہمیش
لگے وہ دکھا او دہر کو سے چلے — ادہر سے لئے اپنا لشکر چلے

داستان بی نظیر کی بدر منیر کو اپنی وطن لیجانی اور ماں باپ سی ملاقات کرنیکی

پلا ساقیا آخری ایک جام — کہ ہوتی ہی اب یہ کہانی تمام
وہ نزدیک پہونچی جب اوس شہر کی — کیا پاس جا خیمہ اک نہر کی
کیا عیب کہ خلقت کی تفتیش حال — اور آنکھوں سی دیکھا وہ بدر کمال
پڑا شہر میں ایک بیک پہر غل — کہ غائب ہوا تہا سو آیا وہ گل
خبر یہ ہوئی جب کہ ماں باپ کو — کیا گم اونہوں نی وہیں آپ کو
زبس دل تو تہا یاس سی بہرا — یہ سن ہاتھ اور پاؤں گئی تھرتھرا